

REGISTERED No. A 753
LUCKNOW
1929
OUDH PUNCH
अवध पंच
लखनऊ
जिल्द
नं: ६४
क़ीमत पेशगी
सालाना ५) छमाही ३)
तिमाही २)
M. B. Khan Artist

توجہ شرط ہے

(۱) اودھ پنچ میں بھرتی کی خبریں نہیں ہوتیں۔ نہ بیہودہ جھگڑے نہیں ہوتے۔ بے تہذیب مضامین نہیں ہوتے۔ اودھ پنچ بھانڈوں اور مسخروں کی طرح ہنسانے کی کوشش نہیں کرتا۔ بلکہ ایک حکیم کی طرح قابل مضحکہ امور پر خود ہنستا ہے۔ دوسرے اس ہنسی کی تقلید بھی کرتے ہیں اور گریہ بھی۔ اودھ پنچ صرف اپنی بضاعت پر قانع اور منقولات سے بے نیاز ہے۔

(۲) قیمت کی زیادتی پر منہ نہ بنایئے۔ نہ حجم کی کمی پر تیوریاں چڑھایئے اسلیئے کہ گوہر و خزف میں فرق ہے بلکہ افادات کی جہت۔ رائے کی اصابت بے روو رعایت نکتہ چینی صحیح نتائج واقعات اور بنیادی اصلاحات اخلاقی و سیاسی و ادبی پر نظر کیجیے۔ انشاء اللہ سال بھر کے بوجھے میں آپ کو سیکڑوں ایسے جواہر مل جائیں گے جن کا ثانی کسی دوسرے خزانے میں نہ ملے گا۔

منیجر کی نہایت ضروری گزارش

قواعد و ضوابط

(۱) اُجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ بہر حال پیشگی لی جاتی ہے۔

(۲) شاگردان مدارس کے ساتھ بشرط تصدیق ہیڈ ماسٹر یا پروفیسر صرف سالانہ قیمت میں ایک روپیہ کی رعایت کی جائے گی یعنی چار روپیہ (للعہ) سالانہ قیمت لی جائے گی۔ یہ ضروری شرط ہے۔

(۳) قیمت اودھ پنچ کا وی پی نہیں بھیجا جاتا اس وجہ سے کہ طوالت کے علاوہ وی پی بھیجنے میں خرچ زیادہ ہوتا ہے۔

(۴) نمونہ بازوں کو معلوم رہنا چاہیے کہ اودھ پنچ ایک مشہور ظریف پرچہ ہے اور مدتوں سے ملک کی خدمت کر رہا ہے نمونہ کے طور پر ایک پرچہ دیکھنے سے اسکی تمام خوبیاں ناظرین دریافت نہیں کر سکتے۔ ہر ایک نمبر میں نئے مضامین ہوتے ہیں ممکن ہے کہ جو پرچہ نمونے کا آپ کو ملے اس میں آپ کے مذاق کے مضامین نہوں۔ اور دوسرے پرچے میں آپکے حسب خواہش مضامین ہوں۔ لہٰذا یہ بہتر ہے کہ آپ امتحاناً تین ماہ کے واسطے خریدار بن جائیں اگر اس پرچے کے مضامین آپ کے مفید مطلب اور مذاق کے موافق معلوم ہوں تو چھ ہفتہ کے اندر مزید تین روپیہ بھیجکر آپ مدت خریداری کو ایک سال تک بڑھا سکتے ہیں۔ ورنہ ما بخیر شما بسلامت۔ ہندوستان بھر کے ایک مشہور یکتا و یگانہ پرچہ کا نمونہ طلب کرنا ہی فضول ہے۔

(۵) طالبان مفت اگر اپنی جیب پر قیمت کا بار نہیں ڈال سکتے تو انھیں لازم ہے کہ چھ سالانہ خریداروں سے قیمت بھجوائیں اور اس طرح اپنے نام ایک سال کے لیے اودھ پنچ بلا قیمت جاری کرا لیں۔ دام و درم نہیں تو قدمی کوشش سے فائدہ اٹھائیں مذہب یا نادار یا یتیمی کا واسطہ دینا خلاف میت ہے۔

(۶) یہ تو ہم کہہ نہیں سکتے کہ وہ کیسے صاحب ذوق ہیں۔ یہاں سے ہم پرچہ روانہ کرتے ہیں وہ راستہ میں گاؤ خورد ہو جاتا ہے لیکن یہ مشاہدہ ہے کہ ہر نمبر کے اشاعت کے عقب میں پانچ چار عتاب نامہ منیجر کے نام ضرور آتے ہیں۔ ہر ایک کاپی کے ساتھ ہزاروں خریداروں کے دولتخانے پر نیاز مند منیجر خود نہیں پہونچ سکتا اور پرچہ کو گم ہونے کی عادت ہے پس اس عادت کا علاج یہی ہے کہ گم شدہ نمبر دوبارہ حاضر خدمت کیا جائے۔ پرچہ کی اشاعت سے غرض یہی ہے کہ آپ حضرات ملاحظہ فرمائیں ناخوش کرنا مقصود نہیں ہے۔ لہٰذا عمداً تساہل نہیں ہوتا۔

(۷) مدت خریداری ختم ہونے سے ایک ہفتہ قبل دفتر سے اطلاعی خط روانہ ہوتا ہے اگر اس کا جواب نہ ملا تو یاددہانی کے طور پر اور زبردستی نہیں کی جاتی پرچہ بند کر دیا جاتا ہے۔ لہٰذا اگر تجدید خریداری منظور ہو تو فوراً اطلاعی جوابیہ کا جواب ملنا چاہیے جسکی روانگی کی رسید ڈاکخانے سے حاصل کر لی جاتی ہے۔

(۸) جن اشتہارات و اطلاعات کے تحت میں منیجر اودھ پنچ کا نام نہیں ہے اُنکے متعلق جملہ خط و کتابت مشتہر کے نام ہونی چاہیے [illegible]

(۹) جو مضامین "اودھ پنچ" کی صلح کل پالیسی کے مطابق نہوں گے وہ شائع نہونگے اور اُن کی واپسی پر بھی ہم مجبور نہیں ہیں

(۱۰) مضامین صاف خط میں کاغذ کے ایک ہی رخ پر لکھے جائیں۔ مذہبی اور ذاتی حیثیت سے کسی شخص یا قوم کی تضحیک اُن میں نہ ہو فقط۔

نوٹ

جو حضرات خریدار ہیں انھیں خطوط اور منی آرڈر میں نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیے جو کہ اُن کے نام کی چٹھی پر لکھا ہوتا ہے۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

جلد ۱۴ نمبر ۳۲

مضامین غیر

بابت ۲۰ اگست ۱۹۳۰ء

الخفاشیات

طرح- مل گیا آخر مری اُمید کا حاصل مجھے

دل میں غم دینے سے دکھ درد ہوا حاصل مجھے

چیک کے بدلے خیچ بابانہ کا ہیر پچا مل مجھے

یاد آتا ہے خدا سے لڑنا انکے ساے کا

چل- مندوق کر دیہ- دکھلا گجبز منزل مجھے

ڈانس میں جانا ہے بکوا اور کچھ مال ہیں

بولی بیبی کہ ہے ..... سینڈل مجھے

جس گھڑی میں جا ہوں مل سکتا ہے ..... [illegible]

یہ اشارہ ہے جو سمجھا ہے ..... [illegible] مجھے

..... [illegible]

..... گھر میں کر لیا ..... مجھے

چپٹ کر ..... اب میں کیا کروں

خفا ہیں بے ..... مجھے

تیرے قرباں ..... کو تونے ہے دیا

گال پر ..... مجھے

اس سے پوچھو ..... پولس ..... تن

محشر میں گرفل گیا یا اسد مرا قاتل مجھے

سرد ..... کی ہوا دیں ..... کی طلب

کی ..... بسکٹ ..... مجھے

گود میں بچہ کو لے کر اس نے بجوں کہا

مل گیا آخر مری اُمید کا حاصل مجھے

جلوہ ریزی کی جگہ جلوہ ..... گیا

گھٹنے ہی اس شوخ نے ہنس کر کہا ..... مجھے

شیوہ ہائے ..... سے کش ہوں میں

فارگیو ..... کر دیا عامل مجھے

حروف ..... میں خفاش ..... نقص ہو

جو ہیں خود ناقص بتاتے ہیں وہی کامل مجھے

راقم

خفاش کروئی

گلابی رموز

(تضمین بر غزل ..... الشعرا)

..... [illegible]

..... [illegible]

زما ..... ما ..... ہو

..... [illegible]

..... [illegible]

راقم

(..... میم .....)

عرضِ حال

چھوڑنا ہے لیڈر ..... مر کر کے

پھر زندہ ہوا ہے بندہ مر کے

ہے کچھ دن اور خدمت پنچ بھی

رہتا ہے نام خادموں میں در کے

سمن بغرض انفصال مقدمہ

..... [illegible]

..... [illegible]

سمن بنا بر انفصال مقدمہ

..... [illegible]

..... [illegible]

مہر عدالت

..... [illegible]

بچارہ ہیں سارے رشتہ دار کے گھر کے
کھاتے ہیں ہلیریا کے سب نے پڑ کے
بچھڑ گیا۔ شہر بھر پہ اک آفت ہے
طاقت نہیں کیا لکھوں ستم چھڑ کے
—— زمزم ——

ہائے مسلم یونیورسٹی

افسوس اس درسگاہ کا ایک زمانہ تھا کہ لنگ کی چیدہ زمانہ کی منتخب ہستیاں بھی ہزار طریقہ سے امتحان کرکے معلم و ممتحن مقرر کی جاتی تھیں جسکا یہ نتیجہ تھا کہ متعلمین عالم میں معتمد سمجھے مسلمہ سندوں کے علاوہ ایک ممتاز سند علیگ تھی جس نام کے ساتھ یہ لفظ ہوتا تھا اسکا ہر شخص پر ایک رعب طاری ہوتا تھا ہر فرد کے دل میں عظمت قائم ہوتی تھی پر آج یہ حالت ہے کہ جب کسی یونیورسٹی کا آدمی میسر نہ آئے تب ہارے کا پچھتاوا سمجھ کر مسلم یونیورسٹی کا آدمی لیا جاتا ہے۔ سند و یونیورسٹی کا ایل ٹی گورنمنٹ کو مقبول ہے لیکن مسلم یونیورسٹی کا بی۔ ٹی نامنظور۔ میرے نزدیک اسکے دو سبب ہیں۔

پہلا سبب۔ ہمارے برادران وطن کا ہمارے خلاف پروپیگنڈہ جنکی یہ حالت ہے کہ ایک فرد ایسا نہیں جو مسلم یونیورسٹی کی توہین و تنقیص نہ کرتا ہو خود مجھے متعدد مرتبہ تجربہ ہوا چنانچہ بنارس کا ایک واقعہ بیان کرتا ہوں ہندو یونیورسٹی کے ایک طالبعلم نے کہا کہ مسلم یونیورسٹی تو ختم ہو گئی اب ٹوٹ بھی جائیگی اسکی حالت اب یہانتک پہونچ گئی ہے کہ ہمارے یہاں سے ایک ڈی اسکول کی ساتویں جماعت کا لڑکا وہاں گیا۔ وہاں کے اسکول میں دسویں جماعت میں داخل

کر دیا گیا اور اسی سال وہ وہاں سے میٹرک میں پاس بھی ہو گیا ہیں نے جواب دیا جو کچھ دیا۔

دوسرا سبب — اور کہیں مسلم یونیورسٹی کی بیادگار ہے تو بھی کہ ہوا ڈاکٹر جناب حفیظ صاحب جالندھری مسلم یونیورسٹی میں ہیں۔ ان کے متعلق اردو مقرر مدعے جنکے شاہکار ظفرنامہ اسلام کی حقیقت اس اقتباس سے پیش کرتا ہوں جو جناب ممدوح نے خود انتخاب فرما کر اپنے رسالہ مخزن لاہور میں شائع فرمایا ہے۔

کے بے پچھاڑ کسقدر برمحل ہے اور سینہ معصوم پر گھٹنا رکھنے کے بعد چھری پھیر کر گردن کٹنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ واقعات کے جزئیات کسقدر بالترتیب بیان فرمائے ہیں دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے۔

عرب میں آمنہ مشہور تھا نام اس عفیف کا
اس کی گود گہوارہ بنی دین حنیف کا

عفاف دین حنیف سے آپ کی بے پناہ علمی قابلیت پر واضح روشنی پڑتی ہے نہ معلوم یہ کون سا دین ہے اگر دین حنیف مراد ہے تو سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ (ہ) کس بنا پر زائد کی گئی۔ میرا گمان ہے کہ حفیظ صاحب نے دیکھا بعض الفاظ قافیہ میں کبھی الف سے لکھے جاتے ہیں۔ اور کبھی (ہ) سے۔ یعنی ہائے مختفی کو اردو میں ضرورۃً الف سے بدل لیتے ہیں اور کلام پاک میں اس لفظ حنیف کو حنیفا منصوب پڑھا۔ اور پھر اسی کو حالت وقف میں حنیفا کہا۔ لہذا آپ نے اس حنیفا کے الف کو (ہ) سے بدل کر قافیہ درست کر لیا۔

آگے چل کر پھر ارشاد ہوتا ہے۔
مبارک ہو کہ ختم المرسلین تشریف لاتے ہیں
جناب رحمۃ للعالمین تشریف لاتے ہیں

یہاں ثابت ہوتا ہے کہ جناب کو ہم قافیہ پر بھی کافی عبور ہے۔ اسلیے کہ قافیہ کا حرف روی یہ ہے اور یہاں حرف روی مرسلین سے نا اور یعنی حرف (ن) روی نہیں ہو سکتا۔ اور یہ (ن) زائد متصور کیجئے۔ تو صحیح ہو جاتی ہے اور دوسرے کا دم سے تقفیہ ہو جاتا ہے۔ پھر تحریر فرماتے ہیں۔

شہ ابرار جامے اور رحمت شان میں کے کر
اب اقرا باسم ربک الذی خلق سے کر
اب ظاہر ہو گیا کہ آپ کو فن عروض میں بھی پوری



جناب حفیظ فرماتے ہیں
حضرت اسمٰعیل کی قربانی
ہوئے اب — تیار باپ اور بیٹا
چھری اسنے سنبھالی تو یہ جھٹ منہ کے بل لیٹا
بچھاڑا اور گھٹنا سینۂ معصوم پر رکھا
چھری پھیر کر گردن پاؤں کو حلقوم پر رکھا
پرہ از بیان کے علاوہ لاحظہ ہو کہ قدرں پر کتے

حاصل ہے۔ مجھے تعجب ہے کہ جب وزن کی قید نہ تھی تو
آپ نے یہ مصرع اصلاح فرما کیوں نہ فرمایا۔ اور زیادہ
توضیح ہو جاتی۔

ب اقرأ باسم ربک الذی خلق
خلق الانسان من علق سے کر
دوسرے موقع پر اسے تمام فرمایا ہے۔

مجلس کر تیغ ہو جاتی ہے جب چھاتی پھاڑ کر
ہم آغوشی ہوا کرتی تھی ان سے بے نیاز کی

اس بیت سے واضح ہو گیا کہ آپ کو عام دنیا کے تمام لغات سے بھی کما حقہ آگاہی ہے۔ واقعی مجلس کر دو تیغ ہو جانا کس قدر نکلی ہوئی بات ہے۔ ارشاد ہوتا ہے

نہیں تھا دامن کسب پہ زور وہ فلک جاری تھا
چنانچہ دم بھر تھیں وہ دیوار پہ ہول طاری تھا

آپ پر معانی و بیان کا بھی خاتمہ ہے۔ سبحان اللہ ایسی تشبیہ دیکھی و سنی۔ چاہ زمزم اشک جاری کی کس قدر صحیح تصویر ہے۔ اور وہ جب تو کمر میں الشیخ ایک مقام پر فرماتے ہیں۔

زمیں انگارے سے اگلی آگ برسی آسمانوں سے

میرا خیال ہے کہ اگر آسمانوں کا چٹانوں سے جوڑ لگے مصرعہ یہی ہے تو تنقید منظور ہوتا تو آپ یہ مصرع یوں نظم فرماتے ؎

زمیں انگارے سے اگلی آگ برسی آسمان تارے

غرض زبان کا آرکنا ہی کیا۔ اگر صحیح طور پر تنقید کیا جائے تو اشعر ہی اشعر ہے۔

میں نہ مضمون نگار ہوں نہ شاعر نہ لیاقت علمی کا عمبر دار۔ پنجاب و دکن کو اردو کی خدمت کے لحاظ سے ہندوستان کا علاوہ شہنشاہ سمجھتا ہوں۔ اول مسلم ہوں اور اردو کی سے تمام ہندوستان کے مسلمانوں سے اپیل کرتا ہوں۔ میری فریاد پر لبیک کہنا ہر ایک اردو کے خادموں اور محسنوں ہی کا فرض ہے۔ اگر میری یہ داد و فریاد سنا گیا اور اردو سے ضبط نہ ہی ہو تو مجھ پر لعنت کیجیے ورنہ خدا کے واسطے غور فرمائیے کیا کوئی تعلیم یافتہ آدمی مولوی نہیں۔ مسٹر عبد القادر۔ مولوی اقبال ڈاکٹر ظفر علی خان۔ حکیم احمد شجاع۔ مولانا ناصر الملک مولوی محمد رضا خان۔ مولانا سہا۔ علامہ تاجور۔

ان میں سے کوئی بھی اس قابل نہیں کہ مسلم یونیورسٹی کا ممتحن بنایا جا سکتا۔ حضرت حقیقت کے پر جوش گیتوں کا انعام ان کا خطاب۔ اجلال فرمہ کم نہیں۔ اب تک خلش تھا آئندہ وقت عام مسلمانوں کی جانب سے سہی۔ انھوں نے خانہ بنا رہا خوب کیا ہو گا۔ اس کا وہ صلہ پیچھے جو بد قسمتی سے فردوسی کو نصیب ہوا۔ میں خوش اور ماشاء اللہ بہت خوش اسلیے کہ قوم کی قدردانی ہی سے قوم کو عروج میسر ہوتا ہے۔ مگر چند مسلمانوں کے گلے پر چھری نہ پھیریے۔ اگر آپ مسلم یونیورسٹی سے بی۔ اے کے طالب علم ایسے نکالیے گا۔ جن کے ممتحن حضرت حقیقت ہوں گے۔ مگر ان کی اردو دانی معلوم۔

کیا یہ صدائے حقیقت مسلم یونیورسٹی کے ارباب حل و عقد کے سماعت والا تک پہنچ سکے گی۔

واثق شاداں رامپوری

پنچ۔ اے حضرت یہ موقع ہجبیوں کی طرح افسوس کرنے کا نہیں۔ بلکہ جوانوں کی طرح لپٹے لگانے کا ہے۔ یا یوں سمجھ کہ ہماری یونیورسٹی مستند اور منتخب اردو کا ساتھ ساتا دوں کی مساعدت نہیں ہے۔ اور اگر ہو تب یہ قول صحیح ہے کہ حکومت ہندو یونیورسٹی کے ہاں تو ان کی کو مسلم یونیورسٹی کے بی۔ اے پر ترجیح دیتی ہے تو یہ بھی محل شکر ہے۔ کم از کم یہ تو ہو گا کہ مسلمان نوکری کے طوق غلامی سے آزاد ہو جائیں گے۔ مونچھوں پر تاؤ دے کر کہہ سکیں گے۔ یہیں کی بات ہی جاتی ہے۔ ہم کسی کے غلام ہیں۔ ہم نہیں ہیں؟

اب رہا زبان اردو واں کے ممتحن کا مسئلہ تو خدا کی رحمت! بیچارے حضرات دلی اور لکھنؤ کی گزشتہ داستان کی چڑیں اسی وجہ سے رد کی گئی ہیں کہ

ہنر شناس بیہودہ بے منزل جائے پریشان گیر نہ

اب اردو کا مستند ایسا ہی شخص ہو سکتا ہے جو بے ہیبت پاجامے کو گرے اور اوٹی شان میں نظر فرما ہو ہی کیا ہے۔ محض دعویٰ استادی کافی ہے۔ محنت کی ضرورت نہیں۔ صاحب محنت کرے اس کی بلا۔ جب کہ یونہی دنیا انھیں مستند مان لے۔ اب یہ زبان اس کے پر مستند ہے۔ یہاں سے یورپ تک گئی

اطلاع نامہ بنام مدعا علیہا نابالغ وغیرہ

بعدالت دیوانی عالیہ جناب مولوی [illegible] صاحب بہادر [illegible]

مقدمہ نمبر ۹ سنہ ۱۹۲۶ء

[illegible] ساکن محلہ [illegible] شہر [illegible] ۔۔۔۔۔۔ مدعی

بنام

مسماۃ [illegible] وغیرہ ۔۔۔۔۔۔ مدعا علیہ

بنام مسماۃ [illegible] ساکن قصبہ [illegible] ضلع [illegible] مدعا علیہا نابالغ

ہر گاہ مقدمہ مندرجہ عنوان میں مدعی نے ایک درخواست [illegible] کی ہے کہ مدعا علیہا نابالغ کو ایک ولی دوران مقدمہ مقرر کیا جائے [illegible] مسٹر عبد الحبیب صاحب وکیل [illegible] ۔۔۔ تاریخ ۔۔ ستمبر ۱۹۲۶ء [illegible] درخواست [illegible] مسٹر عبد الحبیب صاحب وکیل [illegible] کے کسی دوست کے ولی دوران مقدمہ مقرر کیے جانے کی [illegible] عدالت کسی اور شخص کو [illegible] ولی دوران مقدمہ مقرر کرے گی۔

مسٹر عبد الحبیب [illegible] وکیل [illegible] ولی مقرر کیے گئے ہیں [illegible]

آج بتاریخ ۔۔ ماہ ستمبر ۱۹۲۶ء میرے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔

مہر عدالت دستخط حاکم [illegible]

وقت حاضری [illegible] صاحب بہادر [illegible] ۱۰ بجے دن تک

سمن بغرض قرار داد امور تنقیح طلب

مقدمہ نمبر ۹ سنہ ۱۹۲۶ء

بعدالت دیوانی عالیہ جناب [illegible] صاحب بہادر [illegible]

[illegible] ساکن محلہ [illegible] شہر [illegible] ۔۔۔۔۔۔ مدعی

بنام

مسماۃ [illegible] وغیرہ ۔۔۔۔۔۔ مدعا علیہ

بنام مسماۃ [illegible] صاحب وکیل [illegible] ساکن [illegible] تحصیل [illegible] ضلع [illegible] ۔۔۔۔۔۔ مدعا علیہ

ہر گاہ کہ مدعی نے تم پر ایک نالش [illegible] دائر کی ہے لہٰذا تم کو حکم ہوتا ہے کہ تم بتاریخ ۔۔ ماہ ۔۔ سنہ ۱۹۲۶ء بوقت ۱۰ بجے دن کے بذات خود یا معرفت وکیل کے جو مقدمہ کے حال سے قرار واقعی واقف کیا گیا ہو [illegible] متعلقہ مقدمہ کا جواب دے سکے [illegible] حاضر ہو [illegible] اطلاع دی جاتی ہے کہ بصورت عدم حاضری تمہارے مقدمہ [illegible] تمہاری غیر حاضری میں مسموع اور فیصل ہوگا۔

آج بتاریخ ۔۔ ماہ ستمبر ۱۹۲۶ء میرے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔

مہر عدالت دستخط حاکم [illegible]

وقت حاضری [illegible] صاحب بہادر [illegible] ۱۰ بجے دن تک

شاعری کا سکہ بیٹھا ہوا ہے۔ شبلی مرحوم نے اگر وہ شعرا میں سے اگر کسی کا لوہا مانا تو وہ جناب "نقاش سخن علامہ عبدالحق" اور "محرم وقصاں" ہیں۔ وہ پیل پر جو نظم جناب علامہ نے لکھی تھی وہ برلن یونیورسٹی کے "دال ایل ڈی" کے نصاب میں داخل ہے جس میں ثابت کیا گیا ہے کہ "اردو" غلطی پر تھا دراصل حقیقت انسان چیل اور بیگا وڑ کے نطفے سے مرکب ہو کے پیدا ہوا ہے۔ بڑے بڑے شعرائے یورپ جناب علامہ کے اوزان کا ترجمہ سن کے پاگل ہو جاتے ہیں۔ واہ کیا خوب ترقی ہے کیا فلاسفی ہے۔ جس وقت حضرت علامہ نے اپنے ملفوظات اسے توبہ افادات کا انگریزی ترجمہ لائٹ کے شعرا کے پاس بھیجا تو وہ بیہوش ہو گئے آج تک ڈاکٹر انھیں گلاب اور عطر یا ہوش کا لخلخہ سنگھاتے ہیں مگر وہ کسی طرح ہوش .... نہیں آتے دانت بھینچے پڑے ہیں کف منھ سے جاری ہے۔

آہ وطن کو انکی قدر نہیں خصوصاً خدا غارت کرے لکھنؤ کے زنانے شاعروں کو جو خواہ مخواہ دنیا کی کے مضامین پر معترض ہیں اور جنہیں بجز تنقیص کے اور کچھ نہیں آتا پیر و مرشد بزرگ نانے کا یہی عقیدہ ہے جسکے شاگردوں نے ان اُستادوں کی مجتہدی کا حق ادا کیا اور انکے بگاڑے ہوئے محاورات کو رواج دیا انکے بے معنی اور بیہودہ اختراعات اُردو کے سر منڈھے۔ پس کیا وجہ ہے کہ ہم آج آپ کے مرثیہ پر توجہ کریں علی گڑھ سے لکھنؤ اور دہلی کے اساتذہ فن کے خلاف تو آوازیں بلند ہوتی رہیں اور ہم نے سنیں۔ براہ نوازش کوئی ایسی مثال بھی پیش کیجیے جہاں مشاہیر کی بے راہ روی اور سراسر غلط بول چال یا قاعدہ تخیلات کے خلاف ہو۔

جنکی تمام زندگی الفاظ کی چھان بین محاورات کی حفاظت اصول کی تلاش اور پابندی میں گزری انکی محنت پر پانی پھیر کر اور دوسروں کو انکی مسند پر بٹھانے کا آپ کو ہرگز حق نہیں کہ اپنے ساتھ ہم کو بھی نسوے بہانے کی دعوت دیجیے "ما انا بعد الحق الا الضلال" خدا ونگ دنیا شہرت پرست ہے تاہم بزرگ حضرت پر نکتہ چینی کرنے والے مفقود ہو رہے ہیں شہرت کی اصل پر غور و فکر کرنے والے معلوم ہیں اور وہ

ماسد کہے جاتے ہیں۔ گندہ معرون بخشکی پھک جان دیتے ہیں۔ یہ ایک عام وبا ہے اور اس وبا کے شہر میں علیگڈھ کی تعلیم گاہ تحریک غالب ہے۔ یہ وبا نشہ اور یات کا عام حال جو اقبال جو بعین کے دلبر دھوں دسوں کے ہاتھوں ابتر ہے۔

اب ہم آپ کے نفس مضمون کی طرف متوجہ ہوتے ہیں جسے ہم نے اپنی عادت کے خلاف بغیر کسی لفظ کی تغیر کے شائع کر دیا۔

آپ لکھتے ہیں کہ ابوالا فرحفیظ جالندھری ہی آپ کے متبنی اُردو مقرر ہو گئے۔

اچھا جناب ارشاد فرماتے ہیں تو پھر اس میں حرج ہی کیا ہے؟ ع "خاک از تودۂ کلاں بردارند" پر عمل کیا گیا۔ کیا وہ مشہور شاعر نہیں؟ کیا وہ حضرت اقبال سے کم رتبہ ہیں جن کے افادات آج محکمہ تعلیم کی بائبل کا مرتبہ رکھتے ہیں۔ ایمان کی تو یہ ہے کہ حضرت حفیظ بہ نسبت علامہ اقبال کے زبان میں زیادہ مہارت رکھتے ہیں۔ آپ کو زبان کی مہارت مطلوب ہے یا "تصانیف کا فن"۔ انھوں نے کب دعویٰ کیا تھا کہ وہ فن "مقتابل" کے ماہر ہیں۔ انھوں نے ذبح کی جتنی تمہیدیں تھیں سب بیان کر دیں۔ ترتیب کا خیال نہیں رکھا تو آپ کی بات۔ باپ نے چھری سنبھالی مگر اس وقت وہ چھری نہیں رکھی۔ جب صاحبزادہ "قدموں پہ آ لیٹا" تو باپ نے بچھاڑا اور گھٹنا سینۂ معصوم پہ رکھ دیا۔ "پھر چھری رکھ کر" گلا تھی کی شکست یاد آئی اور حلقوم پہ ہاتھ رکھی۔ آخر اس میں خرابی کیا ہے؟ باپ کے لیے یہ کام نیا تھا شاعر بغیر ضبط "دلی اضطراب" کی محاکات کرتا ہے "اضطراب" میں بے ترتیبی نہ سرزد ہو تو مقام حیرت ہے۔ پہلے مصرعے کے بعض الفاظ آپ سے لکھنے میں رہ گئے ورنہ ہم غور کرتے کہ "وہ ہوت" کے ساتھ "باپ اور بیٹا" کیسے سے کہیں مقدس ذبح کی بلائیں لے کے دو زینہ کی جگہ "اُردو" تو نہیں ذبح ہو گئی۔

آپ کا دوسرا اعتراض "حفیظہ" کی تانیث پر ہے حالانکہ خاتون کا ردیف مونث نہیں تو کیا مذکر ہو گا؟ ایک صاحب نازہ بڑھا رہے تھے میت عورت

کی تھی۔ قبر ان ذو الحسک وہ بجہ عبک رضا یا تیری کنیز ہے اور تیرے بندے کی دختر ہے۔ اس فقرہ میں خطاب ہے خدا کی طرف کا ف کو مفتوح پڑھنا چاہیے تھا مگر حضرت نے عورت کی میت سمجھ کے کا ف کو زیر دیدیا۔ نماز کے بعد بعض حاضرین نے مولوی صاحب پہ اعتراض کیا تو کہنے لگے "آپ کیا جانیے۔ عورت ہی کا تو خدا ہے"

وہ لالہ ابھی موجود ہیں جو بڑے صاحب کو بڑی "ج" سے لکھتے تھے اور چھوٹے صاحب کو چھوٹی "ج" سے۔

تیسرا اعتراض فن قافیہ سے متعلق ہے اور غلط ہے کیا معنی کہ عربی میں مرسلین اور عالمین کا قافیہ جائز ہے تو اُردو میں کیوں نہ ہو۔

چوتھا اعتراض اس شعر پر ہے ؎

اُٹھا غار حرا سے ابر رحمت شان حق لے کر
لب "اقرأ باسم ربك الذی خلق" لے کر

آپ کہتے ہیں کہ یہ موزوں نہیں۔ [illegible] موزوں ہو گیا "لذی" "لا ذی" یا "لذی" نہیں ہو سکتا۔ اے جناب قرآن ہے خدا کا مال اور خدا کے مال پر مخلوق کو تصرف کا حق ہمیشہ سے حاصل ہے۔

تشدید در شعر روا نباشد

زیادہ سے زیادہ آپ یہ کہیں گے کہ یہ قرآن جناب اثر کے رشحات قلم ہے خدا کی قرآن نہیں۔ بس اتنی سی بات؟ اے خداوند نہ بے نصیب اُس شاعر کے جو خدا کے کلام پہ اصلاح دے کے دکھا دے کہ یوں کہتے ہیں۔ شعرا تلامذۃ الرحمٰن کہلاتے ہیں۔ اب سے تلمیذ الہٰی الاثر کہلائیں گے حیرت ہے کہ ایسے کمال الفن کا مستحق ہونا آپ گوارا نہیں فرماتے ؎

اُستاد شدے آپ کو یہ خارش کا خیال؟

"الانسان والعنبة" شعرا کو نظم کر دینے سے کام ہے اثر میاں ہزار بار فرمائیں "دانا" کا تلفظ ہو گیا ہو تا ہے۔ کہیں اُستاد بھی چوکتے ہیں۔ پانچواں اعتراض بعض کے ذبح ہو جانے پر ہے۔ شاید آپ



لکھنؤ کی نفیس زردوزی و کامدانی کے کام سے مستورات کے کپڑے بنوانا ہوں تو حافظ سید احمد رفیع — بتیا باغ لکھنؤ کو آرڈر دیں۔


مگر نسیم تنت صبح بر چمن بگذشت
که گل ز بوی تو بر تن چو صبح جامه درید

پوچھتے ہیں کہ بغلجھنت کے بعد ہر سنگ سیاہ ہو جاتی ہے تو صحیح نہیں۔ سیاہ ہو جانا آخری درجہ ہے۔ شعر کے ماحصل پر آپ نے کوئی اعتراض نہیں کیا تو اچھا کیا۔ شعر کی چھاتی مجلس کے شریک ہو گئی پتھر جب بے زبان لہذا اس مجلس ہوئی جاتی سے کسی کی ہم آغوشی لازم تھی کیونکہ بے زبان بغیر ہم آغوشی کے خاموش نہیں۔ بے بس ہونے پہ فرض ادا کر دیا۔ کتنا پر ماحصل شعر ہے اس پر آپ اعتراض کرتے ہیں۔

چھٹا اعتراض بھی کچھ یونہی سا ہے "دامن کعبہ کے بیچ کوئی خصوصیت نہیں تو کسی کعبہ کے دامن میں زمزم ہے کہ نہیں۔ کہیے ہاں۔ پھر دامن کے اشک نہ ہو تو وہ دامن ہی کب ہے۔ کہیے ہاں۔ ماسوا اس کے اگر کعبہ کو روتا ہوا دکھانا مقصود ہو تو آنکھیں کہاں سے آئیں۔ اس کے ایک ہی آنکھ ہے جسے زمزم کہتے ہیں۔ کہیے ہاں۔ چنانچہ دم موجود نہیں۔ کہیے ہاں۔ ملا دیوں پہ ہول طاری تھا۔ کہیے ہاں صاحب تشبیہ بھی تمام حسب اور شبہ بھی پوری بھی درست ہو گئیں۔ مطلب اس وقت واضح ہو گا جب خدا آپ کو حاجی بنائے گا۔ دیکھیے حضرت نعمت خان عالی اپنے رقعات میں لکھتے ہیں کہ ایک تھے میاں عرب انہیں قاضی کے روبرو گواہی دینے کا اتفاق ہوا حریف نے اعتراض کیا کہ یہ شخص سنت رکھتا ہے اور حج نہیں کرتا شراب پیتا ہے رنڈیوں کے حرم کے طواف سے اسے مہلت نہیں ملتی لہذا اسکی گواہی قابل قبول نہیں۔ عرب نے کہا کہ غلط ہے بیسیوں حج کر چکا ہوں قاضی صاحب نے پوچھا کہ اچھا زمزم اور عرفات کی تعریف تو بیان کرو۔ خان عالی لکھتے ہیں کہ

تمہ اعرابی چوں صید حرم از خود رمیدہ گفت
زمزم پیر مردے است کہ پیوستہ بر در
عرفات نشستہ می ماند۔

قاضی کے پیٹ میں ہنسی نیزہ کرنے لگی کہا کہ بھائی زمزم ایک کنواں ہے اور عرفات ایک میدان کا نام ہے اعرابی چپ ہونے والا نہ تھا بولا: شعر:

ہر آں پیر کبیر زمزم نام بود طاقت وداع من برنتافت
فرو رفتہ آب گشت و آں باغ سبز عرفات بادیہ
خراب شدہ"

پس اگر اس اعرابی کی روایت صحیح ہے یعنی زمزم پہلے کنواں نہیں پیر تھا تو اس کے دو آنکھیں ضرور ہونگی آنکھیں تسلیم کرنے کے بعد یہ کہنا کہ وہ نہیں تھا دامن کعبہ پہ زمزم اشک جاری تھا یہ ن صحیح ہے یہ تشبیہ نہیں بلکہ حقیقت ہے۔ اب فرمائیے آپ کا اعتراض کہاں گیا۔ آنکھوں سے اشک جاری ہوئے یا نہیں؟۔

مضمون کا باقی حصہ آپ کی ذاتی رائے سے تعلق رکھتا ہے خدا جانے آپ صحیح فرماتے ہیں یا غلط۔ اس خاکسار کے مطالعہ سے ہر قسم شاعری کا رستم داستاں ہو سکتا ہے۔ یہ ہماری مستند اور مستقل رائے ہے۔ یونیورسٹی نے متن کا انتخاب نہایت احتیاط کے ساتھ کیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ یونیورسٹی کے خیر خواہ نہیں خدا کرے ہر یونیورسٹی کو ایسے ہی اردو کے متن مل جائیں آمین آمین۔

چین کے چور

پیارے پنچ۔ آپ نے کبھی چین کے چوروں کے بابت بھی کچھ سنا ہے اگر نہیں تو اس "نیم ہندی" سے سنئیے۔ بڑی دلچسپ خبر ہے واشنگٹن تو پڑھ کر پھڑک اٹھا کہ انشاء اللہ ایسے مہذب اور تعلیم یافتہ چور کہ جنھوں نے چین کی گورنمنٹ سے بھی اپنی تہذیب شرافت اور قانون اپنے موافق منوا لیا۔ واقعی چین بھی عجیب خطہ ہے باشندے بھی عجیب مذاق رکھتے ہیں آخر دنیا بھر میں چین مشہور ہیں کہ نہیں میں تو کہوں گا کہ جسطرح ہمارے نوجوان یورپ کی طرف تعلیم حاصل کرنے جاتے ہیں اور خراب صحبتوں میں پڑ کر خدا جانے کیا کیا بن کر آتے ہیں۔ اگر اسی طرح وہ چین جا کر تہذیب سیکھ آئیں تو یہ روز کے موٹر ڈاکے اور ریلوں کی لوٹ مار کے کبھی سنائی نہ دیں۔ اور سرکار کی یہ پریشانی اور صداقت ہم بیچ بہت کم ہو جائے۔

آدم ہر مطلب چین میں یہ بات نہیں کہ جہاں چور کو دیکھا اور لگے چور چور کرکے غل غپاڑہ مچانے ادھر وہ جاتا ہے۔ لینا لینا۔ خواہ مخواہ بچے پھر کو مروا ڈالا اور آرام سے سونے والوں کی نیند حرام کرنا کس نے بتلایا ہے۔ یہ بھلا کوئی تہذیب ہے لاحول ولا قوۃ۔ چین میں چوروں کے ساتھ بڑے مہذب طریقہ کا برتاؤ کیا جاتا ہے گھر کا چوکیدار انکی خوب آؤ بھگت کرتا ہے اور مہمان کی طرح انکی خاطرداری ہوتی ہے اصرار کرکے انھیں چارپائی جاتی ہے اور اخلاقاً وہ مجبور کیے جاتے ہیں کہ کسی اور گھر کا ملاحظہ اور معائنہ کریں اور غریب چوکیدار کی جان چھوڑیں۔

چوری کے متعلق کارروائی اور قانون کوئی نیا نہیں ہے ہزاروں برس سے چلا آتا ہے۔ ایک دولتمند رات کی حفاظت کے لیے چوکیدار نوکر رکھتا ہے جو کوٹھے پہ دات سناتا ہے۔ ہاں یہ بھی سن لیجیے کہ چین میں دو قسم کے چور ہوتے ہیں۔ ایک ذات شریف یا بالفاظ دیگر مہذب چور دوسرے بدمعاش اور بدکردار۔ جب کوئی نیک معاش چور نصف شب کو چوری چھپے مکان کی دیوار پھاند کے کوٹھے پہ تشریف لاتے ہیں کیونکہ چین کے عموماً میں عموماً ایک منزلہ مکان پست ہوتے ہیں۔ جہاں کوئی ایک مکان کے کوٹھے پہ پہنچ گیا محلہ بھر گھوم سکتا ہے اور ہر ایک گھر کا جائزہ لے سکتا ہے ذرا غور سے ہمہ تن گوش ہو کر سنیے۔ جب نیک معاش چور صاحب کسی کوٹھے پر پہنچے ضرور ہے کہ چوکیدار کی نظر سے بچ نہیں سکتے وہ استقبال کے لیے آگے بڑھتا ہے یہ گام زنی پھونک پھونک کر قدم رکھنا کہلاتا ہے تاکہ آرام سے سونے والوں کی نیند میں خلل نہ واقع ہو۔ اور بہت دھیمی آواز سے سنجیدگی اور عاجزی کے ساتھ ان کا خیر مقدم کرتا ہے اور چار روشنی کی دعوت دیتا ہے اور عرض کرتا ہے کہ میری مجبوری کو مصیبت پر غور فرمائیے میں آپ کا ایک ناچیز خادم ہوں۔ کہیے جناب کا مزاج تو اچھا ہے او کے باے

اچھے ہیں۔ ناخواندہ مہمان اس خیر مقدم کا شکریہ ادا کرتا ہے جواب میں چوکیدار یوں ہم کلام ہوتا ہے ہم آپ تو سب ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہیں اور سچ پوچھیے تو لنگوٹیے یار ہیں ہم میں آپ میں اس وقت اتنا ہی فرق ہے کہ بندہ اس گھر کا محافظ ہے اور آپ یہاں کی اشیاء ہتھیانے تشریف لائے ہیں اس میں کچھ ہماری آپ کی شرافت میں تھوڑا ہی بٹا لگتا ہے مجھے قوی امید ہے کہ آپ وہی شریفانہ برتاؤ اس ناچیز کے ساتھ کرینگے جو آپ کی شرافت کے شایاں ہے۔ ملاحظہ فرمائیے کہ میں اس گھر کا محافظ ہوں اگر کوئی واقعہ اس گھر میں ہو گیا میرے ننھے ننھے بچے بھوکوں مر جائیں گے میری روزی جس پر میری اور میرے بال بچوں کی زندگی کا دارومدار ہے جاتی رہے گی اور گھر میں جو ہے [illegible] سب سے زیادہ خرابی کا باعث یہ ہے کہ مہذب دنیا میں منہ دکھانے کے قابل نہ رہوں گا۔ مجھ پر [illegible] سے انگلیاں اٹھیں گی سچ تو یہ ہے کہ نہ دین کا رہونگا نہ دنیا کا۔

یہ عاجزانہ عرض معروض سنکر شریف چور پانی پانی ہو جاتا ہے۔ اظہار ہمدردی کرنے لگتا ہے۔ اور اسطرح جواب دیتا ہے۔ آپ کا کہنا بجا اور درست ہے میں آپ کی مشکلات کو محسوس کرتا ہوں۔ کچھ مضائقہ نہیں ملک خدا تنگ نیست پائے مرا لنگ نیست آپ مطمئن رہیں میں اور آگے بڑھ کر اپنی حاجت روائی کرونگا۔ اور آپ ایسے مہربان دوست کو مصیبت میں نہ ڈالونگا اس گفتگو کے بعد ایک دوسرے [illegible] گردش میں آتا ہے خوشی خوشی [illegible] ہوتی ہے شریف چور چپ قدمی کرتا چھتوں ہی چھتوں نظر سے اوجھل ہو جاتا ہے۔ چوکیدار صاحب کو اطمینان ہوتا ہے۔ یہ سوچ کر کہ آج شب کی بلا ٹل گئی اب پلک بھی جھپکائی جا سکتی ہے یہ سوچتے سوچتے الاؤ کے پاس دراز ہوئے اور صبح کی [illegible]

یہ تو شریف چور کی چوری اور اسکی تہذیب ہوئی اب جو قانون پسندی [illegible] جاتی ہے وہ بھی ملاحظہ کیجیے۔ ایک یورپین اپنا چشم دید واقعہ اسطرح بیان کرتا ہے ایک شب میں چھت پر پاؤں کی چاپ پاکر جاگ اٹھا کیونکہ میری خوابگاہ کی چھت ہی پر یہ چاپ معلوم ہوتی تھی اسی عرصہ میں کتے بھی بھونکنے لگے جب میں خوابگاہ سے نکل کر باغ میں پہونچا تو مجھے چھت پر ایک دھندلی سی شکل انسانی نظر آئی میں جو [illegible] ہونے والا تھا کہ میرے ملازم نے مجھے روکا اور کہا ایسا غضب بھی کہیں نہ کیجیے گا۔ [illegible] چھت پر جو [illegible] کوئی گناہ کبیرہ نہ کر ڈالا جائے۔ حضور یہاں کا یہ اصول نہیں ہے ایسا کرنا قانون کے خلاف ہوگا۔ چور جانے [illegible] مجھ سے کہ گیا ہے کہ میں صرف [illegible] چاہتا ہوں یہاں چوری نہیں کرونگا جب اسطرح مجھ سے اور ملازم سے گفتگو ہو رہی تھی کچھ فاصلہ پر کھانسنے کھنکھارنے کی آواز سنائی دی۔ یہ آواز سنکر شریف چور اور آگے بڑھ گیا۔

صبح مجھے معلوم ہوا کہ کھنکھارنے والا پولیسمین تھا جس نے سڑک سے چور کو چوری کرتے دیکھ لیا تھا۔ اور یہ جتانے کے لیے کھانسا تھا کہ میں دیکھ رہا ہوں۔ شریف چور فوراً ایک [illegible] کرتے اور [illegible] غائب ہو گیا اور [illegible]

میں نے لوگوں سے پوچھا پولیس مین کے پاس بندوق تھی اس نے اسکا استعمال اس موقع پر کیوں نہیں کیا لوگوں نے جواب دیا کہ [illegible] بدمعاشوں کے واسطے ہے شریف چوروں کے لیے نہیں مجھے یقین نہ آیا میں نے خود پولیس مین سے پوچھا اس نے اس بیان کی تصدیق کی کھانسنے کی وجہ پولیس مین نے یہ بتائی کہ چور کو معلوم ہو جائے کہ قانون کی نگاہ اسکے فعل پر پڑ گئی۔ اس نے کہا کہ شریف چور ہمیشہ قانون کی نظر بچا کر کام کرتے ہیں تو انکے لیے دنیا ہی مہذب برتاؤ ہوتا ہے۔

چونکہ پولیس مین نے شریف چور کو چوری کرتے دیکھ لیا تھا اس لیے صبح وہ اسکے مکان [illegible] مال مسروقہ [illegible] اور جس کا تھا اس کو دیدیا گیا شریف چور صاحب گرفتار نہیں کیے گئے کیونکہ مال مسروقہ انہوں نے خود واپس کر دیا۔ ان کے لیے [illegible] کا اطلاق بالکل ناجائز ہے یہ تو ساہوکار ہیں۔

[illegible]

المختصرات

سنتے ہیں کہ بمقام لاہور کریسنٹ بنک کی افتتاحی تقریب میں لارڈ [illegible] ہوے۔ [illegible] تریاق بعد از مرگ۔ [illegible] ستمبر کے ہجوم میں [illegible] کے متعلق [illegible] شائع ہوے ہیں۔ ماشاءاللہ سے اب بھی پوچھا [illegible] جب شہر [illegible] گیا تو [illegible] صاحب جیسے [illegible] کے چالیسویں کے بعد [illegible] کا خیال آیا۔

آخرکار مسٹر [illegible] نے جو کیا تھا وہی کر چھوڑا یعنی آپ چاہتے تھے کہ بدون کسی شرط کے رہا ہو جائیں۔ ۱۳ ستمبر کو آپ رہا ہو گئے۔ اب کوئی [illegible] حکومت آپ پر دباؤ نہیں ڈال سکتی اس طرح جان دینے پر ایک گورے چمڑے والا کہتا ہے کہ یہ تو زنانہ پن ہے۔ ہاں بجا ہے تو زنانہ پن مرد وہی ہیں جو لوگوں کو بھوکوں مارنے پر اڑے رہیں۔

خدا جانے لوگوں نے [illegible] دولت کا [illegible] ٹھونسے [illegible] دیتے ہیں۔ ہندوستان کے مسلمان یوں نہیں بیچارے مفلس و کنگال ہیں وہ بھلا کسی کی مدد کیا کرینگے پھر [illegible] بھی معمولی آدمی نہیں جنرل ڈائر [illegible] کے پیٹ بھرے۔ کیسے اگر آپ ایسے ہی [illegible] تھے تو اتنی بڑی سلطنت پر کیوں [illegible] جنگ کا [illegible] آپ اور [illegible] ہیں ہم [illegible] آج آپ [illegible] سے تشریف لیجائیں تو آج ہی امن ہو جاتی ہے۔

ہندوستان پر اکثر قحط کی مصیبت نازل ہوئی تھی آپ نے یا آپ کے ہم وطن [illegible] نے مدد کی تھی؟ یہ عجب دل لگی ہے کہ بیرونی مسلمان ہماری ہمدردی کے ہر وقت مستحق سمجھے جاتے ہیں مگر ہمارے جان و مال پر بنتی ہے تو کوئی [illegible] نہیں [illegible] المختصر یہ کہ [illegible] کشمکش کے [illegible] ہو رہے ہیں [illegible] بستر ہے اور [illegible] دوائیں ہیں۔ [illegible] تو [illegible] ہم کہتے ہیں کہ [illegible] کے [illegible] میاں [illegible] رہنے دیجیے۔